ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ O فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ O لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ O تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ O (الواقعہ:78-81)

یقیناً یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔ ایک چُھپی ہوئی کتاب میں (محفوظ)۔ کوئی اسے چُھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔ (اس کا) اُتارا جانا تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

سامعین کرام! آج میری تقریر کا عنوان مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مشہورِ زمانہ منظوم کلام جس کے حرف حرف اور لفظ لفظ سے آپ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم سے محبت اور عشق کا اظہار ہوتا ہے کے ایک مصرع ”قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے“ ہے۔

تقریر کے آداب اور طُرق میں سے ایک ادب اور طریق یہ ہے کہ تقریر کے آغاز پر عنوان کا ماحصل اور اُس کے الفاظ کا لُبِّ لُباب سامعین کے سامنے رکھا جائے۔ جیسا کہ مَیں پہلے عرض کر آیا ہوں کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کا ایک مصرع ہے جس میں آپ علیہ السلام اپنی قرآن کریم سے محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ جس طرح لوگ مکہ میں عمرہ یا حج کی صورت میں کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اُس کے ارد گرد محبت اور شوقِ الٰہی کے پیشِ نظر سات چکر لگاتے اور تسبیحات اور ذکرِ الٰہی کا وِرد کرتے ہیں۔ اِسی طرح میرا قرآن کریم کے اِردگرد گھومنے اور چکر لگانے کو دل کرتا ہے۔ کعبہ کے ارد گرد تو جسمانی لحاظ سے طواف کیا جاتا ہے لیکن یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تشبیہ دے کر یہ سمجھایا ہے کہ مَیں روحانی معنوں میں قرآن کے اِردگرد رہتا ہوں۔ یہی میری روحانی غذا ہے، یہی میری روحانی خوراک ہے جس کے ذریعہ مَیں روحانی طور پر زندہ ہوں۔

سامعین! اِس تاریخی مصرع میں دو الفاظ مضمون کو سمجھنے اور آسان بنانے کے قابلِ تشریح ہیں۔ ایک قرآن اور دوم کعبہ۔ قرآن کا لفظ گو اکیلا بھی استعمال ہوتا ہے اور اپنے معنی خود ادا کرتا ہے لیکن بالعموم اس کی نسبت خدائے عظیم کی کسی نہ کسی صفت کے ساتھ جوڑی جاتی ہے جیسے قرآنِ کریم، قرآنِ عظیم، قرآنِ مجید۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرف قرآن کے لفظ کو منسوب کرنے میں دو حکمتیں ہیں اوّل عظیم و کریم اور مجید و حکیم خداوند کی طرف سے یہ قرآن اُتارا گیا ہے اِسی لیے یہ کلام الٰہی کہلاتا ہے اور دوم اگر ان صفات کو قرآن کے ساتھ صفت موصوف بنایا جائے تو معنی ہوں گے عظمت والا قرآن، مجد و بزرگی والا قرآن، کرامت والا قرآن اور قرآن شریف یعنی شرف و بزرگی والا قرآن۔ یہ مجموعہ آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اِسی طرح یہ کتاب خاتَم الکتب ہے۔ قرآن کے لغوی معنی ایسی کتاب کے ہیں جو بار بار پڑھی جائے۔

سامعین! جہاں تک لفظ ”کعبہ“ کا تعلق ہے۔ اِس کے معانی اور مفہوم بہت وسیع ہیں۔ مختصراً یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیلؑ اور اپنی بیوی حضرت حاجرہ کو الٰہی اشاروں پر ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ گئے جہاں نہ پانی تھا، نہ خوراک اور نہ ہی کوئی بندہ بشر آباد تھا۔ یہ جگہ ان مبارک وجودوں سے آباد ہونے لگی اور دونوں باپ بیٹا نے کعبہ از سرِ نو بنیادوں سے اُٹھایا جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آل اولاد میں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آباد

کروایا اور باقاعدہ حج کا نظام جاری ہوا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے پہلا گھر از سرِ نو تعمیر ہوا جو خانہ کعبہ کہلایا۔ آج یہی وہ مقدس و بابرکت عمارت ہے جس کے ارد گرد حاجی اور متعمّر 7-7 چکر لگاتے ہیں، حجرِ اسود کو چومتے اور اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

معززسامعین! اب مَیں اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مضمون اپنی ذات میں اتنا وسیع و بلیغ ہے کہ ایک محفل میں اِسے بیان کرنا مشکل ہے اس لیے مَیں اسے دو حصوں میں تقسیم کر رہا ہوں۔

اوّل۔ اس مصرع کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرآن سے عشق و محبت کے چند ارشادات اور واقعات۔

دوم۔ قرآن کی عظمت و کرامات از روئے قرآن، احادیث تا اِس کی عظمت کو پڑھ اور سُن کر خود بخود اِس عظیم کتاب کو دل میں اُتارنے اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔

ان دو میں سے پہلے حصے کو لیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش خدمت ہیں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے 700 سَو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ تھے سو تم قرآن کو تدبُّر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پھر فرمایا۔

"جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے۔ افسوس! اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مُصدِّق یا مُکذِّب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27)

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے

جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیارے خدا کی پیاری کتاب قرآن کریم کے حُسن کا ایک بہت ہی پیارا نقشہ اپنے فارسی اشعار میں کچھ اس طرح سے کھینچا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریدہ
میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ

یعنی اے کانِ حسن مَیں جانتا ہوں کہ تو کس سے تعلق رکھتی ہے تُو تو اس خدا کا نور ہے جس نے یہ مخلوقات پیدا کی مجھے کسی سے تعلق نہ رہا۔ اب تو ہی میرا محبوب ہے کیونکہ اس خدائے فریادرس کی طرف سے تیرا نور ہم تک پہنچا ہے۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 304-305)

آپؑ اپنے پیارے خدا کے کلام اور اُس کی تعلیمات پر اپنے مکمل یقین کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارا خداوند کریم کہ جو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کو خوب جانتا ہے اِس بات پر گواہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ذرّہ کا ہزارم حصّہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اس کے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرّہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔"

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد اصفحہ 298 حاشیہ نمبر 2)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں قرآن کریم کی بلند شان اور اس کے اعلیٰ مقام کو بڑی کثرت اور والہانہ انداز میں بیان فرمایا ہے کہ جسے پڑھ کر کوئی بھی نیک فطرتِ رکھنے والا انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قرآن کریم سے آپ کی عقیدت و محبت اور بے پناہ عشق کے نظارے آپ کی عملی زندگی کے علاوہ آپ کے اردو، عربی اور فارسی کلام میں جابجا نظر آتے ہیں۔ آپ نے بے شمار جگہوں پر عشق و جذب میں ڈوبے الفاظ میں قرآن کریم کے محاسن، اس کی خوبیوں اور اَن گنت اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے۔

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپؑ کا قرآن کریم سے عشق بڑا واضح نظر آتا ہے۔ آپ کے دل میں ہر وقت یہ جذبہ اور یہ خواہش موجزن رہتی کہ جلد سے جلد دنیا کلام پاک کی خوبیوں سے آگاہ ہو اور وہ کلام پاک کی خوبیوں اور محاسن سے اطلاع پا کر اس زندگی بخش آسمانی پانی سے اپنی پیاس بجھالیں۔

حضور علیہ السلام جن دنوں بسلسلہ ملازمت سیالکوٹ میں مقیم تھے۔ آپؑ دفتری اوقات کے بعد اپنی رہائش گاہ پر گوشہ نشین ہو جاتے اور اپنا زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزارتے۔ آپؑ کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور کلامِ پاک کو سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور درد و الحاح سے دعائیں کرتے۔ اس سلسلہ میں حضرت بابو برکت علی صاحب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت قابل ذکر ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ

"مَیں نے حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹی سے دریافت کیا کہ آپ باوجود اتنے مغلوب الغضب ہونے کے جبکہ آپ کی یہ حالت ہے کہ آپ کسی کی بات بھی نہیں سن سکتے تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیسے مان لیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے بات تو معقول کی ہے۔ مَیں تو کبھی بھی نہ مانتا اگر مَیں ان کے چال چلن سے پوری طرح واقف نہ ہوتا جبکہ حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم تھے اور اس وقت آپ عالم شباب میں تھے تو مَیں نے اُس وقت آپ کو دیکھا کہ آپ سوائے

کچہری کے اوقات کے ہر وقت عبادت میں رہتے تھے اور کوئی ایک آیت قرآنِ مجید کی سامنے لٹکا لیتے تھے۔ مَیں اکثر آپ کے پاس جایا کرتا تھا۔ جب آتا تو کوئی نہ کوئی آیت سامنے لکھ کر لٹکائی ہوتی تھی۔ آخر مَیں نے ایک دن دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ مَیں مختلف اوقات میں مختلف آیات لٹکی ہوئی دیکھتا ہوں۔ ایک وقت میں ایک آیت ہے اور دوسرے وقت میں اس کی جگہ دوسری یہ کیا تماشا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ تجھے اس سے کیا؟... آخر مَیں نے بہت اصرار کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دس ہزار اعتراض ہوا ہے۔ تو مَیں نے کہا کہ کیا ہوا آپ کو اس سے کیا غرض؟ اگر دشمنانِ اسلام نے اعتراض کیے ہیں تو وہ مولوی جانیں آپ کو اس سے کیا غرض؟ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں تو برداشت نہیں کر سکتا۔ تو مَیں نے کہا پھر آپ کیا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں وہ آیات جن پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں اُن میں سے ایک ایک آیت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ جب تک اس کا جواب نہیں ملتا تب تک اُسے نہیں چھوڑتا۔ جب اس کا جواب مل جاتا ہے تو دوسری آیت لٹکا دیتا ہوں۔ پس جتنا عرصہ وہ سیالکوٹ میں رہے ہیں اسی طرح کرتے رہے۔ پھر جب آپ سیالکوٹ سے چلے گئے اور دعویٰ کیا تو اس وقت مَیں نے آپ کو مان لیا اس لئے کہ آپ کی جوانی کی زندگی بالکل پاک تھی اور قرآن مجید خدا سے سیکھا تھا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 21، مارچ 2003ء صفحہ 9-10)

سامعین! ابتدائے زمانہ سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلوت اور جلوت قرآن کریم کی محبت سے معمور تھی جس کی گواہی غیروں نے بھی دی ہے۔

شمس العلماء جناب سید میر حسن مرحوم حضور علیہ السلام کے قیام سیالکوٹ کے بارے میں گواہی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"حضرت مرزا صاحب... کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رؤیا کرتے تھے۔ ایسی خشوع و خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔"

(حیات طیبہ مرتبہ شیخ عبد القادر صفحہ 25۔ مطبوعہ 1960ء)

ایک مرتبہ کسی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تصوف کی کونسی کتاب پڑھا کرتے تھے۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی تصوف کی کتاب کی کیا ضرورت تھی۔ آپ تو خود مجسّم تصوّف تھے۔ تصوّف کی کتاب قرآن تھی جو آپ دن رات پڑھا کرتے تھے۔ اُس کی ایک ایک آیت تصوف کے مضامین سے بھری ہوئی ہے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان 26، جولائی 1944ء صفحہ 2)

آپ علیہ السلام کو قرآن کریم کی تلاوت، اُس پر غور و فکر کرنے کی بہت عادت تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک قرآنِ مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ مَیں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔

آپ کا اس قدر تلاوت قرآنِ مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا۔ اسی تلاوت اور غور کرنے کی عادت نے آپ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کے لیے ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے جو قرآن کریم کا علم آپ کو دیا اُس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعودؑ کا خمیر محبتِ قرآن سے اٹھایا گیا تھا اس لئے آپ بچپن ہی سے دن رات قرآن شریف پڑھتے، اس پر تدبر کرتے اور حاشیہ پر نوٹس لکھتے رہتے تھے۔ آپ کی ابتدائی زندگی کے بارے میں پٹیالہ کے ایک غیر احمدی تحصیلدار منشی عبد الواحد صاحب کی گواہی ہے کہ

چودہ پندرہ سال کی عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑھتے تھے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور مرزا غلام مرتضیٰ صاحب فرماتے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 64)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متعلق خود فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور محبوبانہ اخلاق کے بیان میں ہے اور اس کے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہزارہا عاشق بنائے اور مَیں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں۔"

حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضور نماز میں اِھْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا بہت تکرار کرتے۔ بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔ ایسا ہی آپؑ کرتے۔ عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔ سجدہ کو بہت لمبا کرتے اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا کہ اس گریہ وزاری میں آپؑ پگھل کر بہہ جائیں گے۔

حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں قادیان میں حضورؑ کے کمرہ کے باہر سویا ہوا تھا۔ رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سنتا ہوں کہ حضور چِلّا چِلّا کر قرآن شریف کی تلاوت فرمارہے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کرتا ہے۔ حضور کے عشق کی کیفیت عاجز کے بیان سے باہر ہے۔

سامعین! آخر پر مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرآن کریم سے عشق اور غیرت سے متعلق ایک واقعہ بیان کرنا چاہوں گا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے قرآن کی عزت اور احترام کس قدر زیادہ تھا کہ اُس کے آگے اپنی اولاد کی بھی اہمیت نہ تھی حالانکہ آپؑ نہایت شفیق اور مہربان باپ تھے اور کبھی پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگ بچوں کو ماریں۔ پھر اپنی اولاد جو خدا تعالیٰ کے نشانات میں سے تھی کی ہر طرح سے دلداری فرماتے تھے لیکن جب قرآن مجید کا کوئی معاملہ پیش آجاتا تو بچوں کی کوئی حقیقت آپؑ کے سامنے نہ رہتی۔ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحبؓ سے جب کہ وہ بہت چھوٹے بچے تھے قرآن مجید کی بے ادبی ہوگئی۔ اُس وقت آپ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ انگلیوں کے نشان اس گلاب جیسے رخسار پر نمایاں ہوگئے اور فرمایا اس کو میری آنکھوں کے آگے سے ہٹالو۔ یہ اب ہی قرآن کی بے ادبی کرنے لگا ہے تو پھر کیا ہو گا۔ یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآنی غیرت پر روشنی ڈالتا ہے۔ اندرونِ خانہ میں ایک واقعہ ہوتا ہے اور یہ واقعہ ایک ایسے بچے سے ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور مکلّف نہیں معصوم ہے۔ پھر باپ وہ باپ جو دوسروں پر بے حد شفیق ہے اور بچوں کو سزا دینے کا سخت مخالف ہے وہ اِس زور سے تھپڑ مارتا ہے کہ منہ پر نشان ڈال دیتا ہے اور پیارے بچے کو سامنے سے ہٹادینے کا حکم دیتا ہے۔ اس غیرت کی کوئی نظیر دنیا پیش کرسکتی ہے؟

(حیات احمد جلد اوّل حصہ دوم صفحہ 174)

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

(کمپوزڈبائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡